السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومقتیان متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ بعد دلوک شمس سوائے فئۓ زوال کے ایک مثل مشرق کی جانب یعنی پورب کی طرف ناپنا چاہیے یعنی مثلث مثلاً ایک لکڑی سیدھی کھڑی کی جاوے مثلاً یہ لکڑی ہے اس کا سایہ دوپہر کے وقت آج کل شمال کو ہوتا ہے اس سایہ کو کچھ شمار نہ کرنا چاہیے بکہ اب جو سایہ مابین پورب وشمال کی طرف بڑھتا جائے اس کو اس لکڑی کی جڑ سے لکڑی کے برابر ہونا چاہیے تو ظہر کا وقت ختم ہوکر عصر کا وقت شروع ہوجاوے گا۔ یعنی جو سایہ بڑھتا جاوے گا اس کے سرے سے سیدھی لکیر جنوب کی طرف کھینچتے رہیں گے جب سایہ اس لکڑی کی جڑ سے سرے تک برابر اس کے مقدار کے پورب کی طرف ہوجاوے گا تو ایک مثل ہوگا یہ مطلب حدیث ظلّ الرّجل کطولہ کا ہے اور جو سایہ مابین مشرق وشمال کی طرف بڑھتا جاوے گا اس کا شمار نہ ہوگا۔

اور عمرو کہتا ہے کہ لکڑی کا سایہ جدھر جاوے یعنی شرق وشمال کے مابین ہی کو جتنا سایہ دوپہر کے وقت لکڑی کا ہو اس کو ناپ کر کے اس کے بعد جہاں نا ُختم ہو اس کے آگے سے ایک مثل لینا چاہیے جدھر سایہ جائے تو عمرو کہتا ہے کہ بارہ بجے کے بعد آج کل آدھ بجے تک زوال نہیں ہوتا یعنی ظہر کو اوقت نہیں ہوتا آدھ بجے کے بعد ظہر کا وقت شروع وہ گا کیونکہ سورج اب ڈھلا ہے اور جو آدھ بجے سے پہلے نماز ظہر شروع کرے گا اس کی نماز نہیں ہوگی اسی طرح پر ایک مثل ختم ہوگی یعنی پونے چار بجے تک عصر شروع ہوگی پونے چار بجے سے جو پہلے پڑھے گا اس کی نماز عصر کی نہ ہوگی۔ کیونکہ اس نے بے وقت عصر کی نماز پڑھی ہے۔ عمرو ظل الرجل کطولہ کا مطلب یہ کہتا ہے اور زید وہ کہتا ہے۔ اب علماء اہل حدیث سے دریافت ہے کہ محض حدیث اوقات نبوی کے مطابق اور لگ بھگ ناپ زید ہے یا ناپ عمرو۔ ینوا توجروا

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

زید کا قول صحیح نہیں عمرو کا قول مطابق حدیث وعلماء مذاہب اربعہ ومشاہدہ کے ہے۔ ابوداؤد میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قدر صلوة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الصف ثلاثة أقدام إلی خمسة أقدام وفی الشتاء خمسة اقدام الی سبعة اقدام

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا اندازہ موسم گرما میں تین قدم سے لے کر پانچ قدم تک تھا اور جاڑوں کے موسم میں پانچ قدم سے لے کر سات قدم تک تھا۔''

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ فئی زوال کو اعتبار ہے والا یہ فرق کیوں ہوتا۔ اس حدیث میں اگرچہ قدرے ضعف ہے مگر تعامل اہل علم کا اس حدیث کا ضعف رفع کرتا ہے جیسا کہ اصول حدیث میں ہے کہ تعامل اہل علم سے حدیث کا ضعف رفع ہوتا ہے امام نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں۔

متی خرج وقت الظهر عصیر ظل الشیٔ مثله غیر الظل الذی یکون عند الزوال دخل وقت العصر

''یعنی جب ہر چیز کا سایہ چھوڑ کر اس کے برابر ہوجاوے تو ظہر کا وقت چلا جاتا ہے اور عصر کا وقت داخل ہوتا ہے۔ ١٢''

زرقانی علی المؤطا میں ہے۔

صل الظهر إذا کان ظللک مثلک ای مثل ظللک بغیر ظل ازوال

''ظہر کی نماز اس وقت پڑھ جب تیرا سایہ اصلی سایہ چھوڑ کر تیرے برابر ہوجاوے۔''

شرح مختصر مقنع حنابلہ میں ہے۔

وقت العصر المختار من غیر فصل بینهما ویستوالی مصیر الفیئ مثلیه بعد فیئ الزوال ای بعد الظل الذی زالت علیه الشمس

''مطلب یہ ہے کہ وقت ظہر کے پورا ہونے کے بعد متصل ہی عصر کا مختار وقت شروع ہوجاتا ہے اور سایہ اصلی نکال کر سایہ کے دو مثل ہونے تک رہتا ہے۔ پھر سورج کے ڈوبنے تک عصر کا مکروہ وقت ہے۔''

امام نووی منہاج میں جو فقہ شافعیہ میں نہایت معتبر کتاب ہے لکھتے ہیں

واخره ای وقت الظهر مصیر ظل الشیئ مثله سوی ظل استواء الشمس

''اور آخر وقت ظہر کا ہر چیز کا سایہ اصلی سایہ چھوڑ کر اس کے برابر ہونے پر ہے۔''

ابن ابی زید مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے رسالہ میں جو فقہ مالکی میں معتبر کتاب ہے لکھتے ہیں۔

واخر وقت الظهر ان یصیر ظل کل شیٔ مثله بعد ظله نصف النهار

''اور آخر وقت ظہر کا اس وقت ہے جب ہر چیز کا سایہ اصلی چھوڑ کر اس کے برابر ہوجاوے۔''

فقہاء حنفیہ کی کتابوں میں تو یہ بات مشہور اور معروف ہے ہدایہ میں ہے۔

وقال إذا صار الظل مثله سوی فیئ الزوال وهو روایة عن أبی حنیفة وفیئ الزوال هو الفیئ الذی یکون للاشیاء وقت الزوال

''اور اس وقت کے بارے میں صاحبین نے کہا ہے کہ اس وقت ہوتا ہے جب ہر چیز کا سایہ اصلی سایہ کے سوا اس کے برابر ہوجاوے اور امام ابوحنیفہ رحمة اللہ علیہ سے بھی یہی روایت ہے اور سایہ اصلی وہ سایہ ہے جو چیزوں کا عین سورج کے ڈھلتے وقت ہوتا ہے۔''

اسی طرح شوکانی نیل الاوطار میں اور درربہیہ میں فرماتے ہیں۔

واخرہ مصیر ظل الشیئ مثلہ سوی فیئ الزوال

''اور آخر وقت ظہر کا اس وقت ہے جب ہر چیز کا سایہ اصلی سایہ کے سوا اس کے برابر ہو جاوے۔ ۱۲''

اور شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی مصفی اور حجۃ اللہ میں اور نواب صاحب نے اپنی تصانیف میں اسی کے ساتھ تصریح کی ہے۔ غرضیکہ فئ الزوال کے سوا ایک مثل یا مثلین تک ظہر کا وقت رہنا اور من بعد عصر کا وقت ہونا مسئلہ متفق علیہا ہے اور یہی امر بدیہی ہے کہ اس ملک میں پوہ ماگھ کے مہینوں میں سارے دن میں کوئی وقت ایسا نہیں آتا ہے کہ سایہ ہر شے کا اس سے زاید نہ ہو تو وقت ظہر کا کون سا ہوا لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ سوا فئ الزوال کے جب ایک مثل ہو جاوے تو وقت عصر داخل ہوتا ہے۔ رہی یہ بات کہ فئ الزوال کس طرح نکالنا چاہیے علماء نے اس کا یہ طریق لکھا ہے کہ زمین ہموار میں ایک لکڑی کو سیدھی کھڑی کرے پھر دیکھے کہ عین استواء شمس میں سایہ اس لکڑی کا کس قدر ہے لکڑی کے مثل ہے یا کم وبیش جس قدر سایہ ہو اسی قدر سایہ چھوڑ کر اس پر زائد جو ایک مثل ہو جاوے عصر کا وقت داخل ہوتا ہے لکڑی کی جڑ سے ایک مثل پورا کرنے سے وقت عصر کا داخل نہیں ہوتا امام ابو الحسن مالکی شرح رسالہ ابن ابی زید میں لکھتے ہیں۔

ویعرف الزوال بان یقام عود مستقیم فإذا تناھی الظل فی النقصان واخذ فی الزیادۃ فھو وقت الزوال والاعتداد بالظل الذی زالت علی الشمس فی القامۃ بل یعتبر ظلہ مفردا عن الزیادۃ

''اور سایہ اصلی اس طرح معلوم ہو جاتا ہے کہ ایک سیدھی لکڑی کھڑی کی جاوے پس جب سایہ گھٹتے گھٹتے انتہیٰ کو پہنچے یعنی اس کے بعد نہ گھٹے بلکہ بڑھنے میں شروع ہو تو یہ سایہ اصلی ہے اور جس سایہ پر سورج ڈھلا ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ صرف وہی سایہ معتبر ہے جو زیادتی کے سوا ہے۔ ۱۲''

اور طحطاوی میں ہے۔

واستثنیٰ فیئ الزوال لانہ قد یکون مثلا فی بعض المواضع فی الشتاء وقد یکون مثلین فلو اعتبر المثل من عند ذی الظل لما وجد الظہر عند ھما ولا عندہ

''اور سایہ اصلی اس لیے منہا کیا جاتا ہے کہ بعض جگہ جاڑوں میں بھی کبھی ایک مثل ہوتا ہے اور کبھی دو مثل تو اگر ایک مثل ہونا سایہ کا سایہ والی چیز کی جڑ سے معتبر ہو اور سایہ اصلی کا شمار نہ کیا جاوے تو ظہر کا وقت نہ صاحبین کے نزدیک ہو گا نہ امام صاحب کے نزدیک۔''

اور شامی میں ہے۔

ان وجد خشبۃ یغرزھا فی الأرض قبل الزوال وینتظر الظل مادام متراجعا الی الخشبۃ فإذا أخذ الظل فی الزیادۃ حفظ الظل الذی قبلھا فھو ظل الزوال فإذا بلغ الظل طول القامۃ مرتین او مرۃ سوی ظل الزوال فقد خرج وقت الظھر ودخل وقت العصر

''اگر کوئی لکڑی لے کر زمین میں زوال سے پہلے گاڑ دے اور سایہ کا انتظام کرے جب تک کہ وہ لکڑی کی طرف گھٹتا رہے جب انتہاء تک پہنچ کر پھر بڑھنا شروع ہو تو اس سایہ کو جو بڑھنے سے پہلے ہے یاد رکھے یہی سایہ اصلی ہے اور جب سایہ سوا سایہ اصلی کے دو مثل یا ایک مثل ہو جاوے تو ظہر کا وقت جاتا ہے اور عصر کا وقت ہو جاتا ہے۔''

اور شرح دقایہ میں ہے مثلا

إذا کان فیئ الزوال مقدار ربع المقیاس فآخر وقت الظھر ان یصیر ظلہ مثلی المقیاس وربعہ ھذا فی روایۃ عن أبی حنیفۃ وفی روایۃ أخری عنہ وھو قول أبو یوسف ومحمد والشافعی إذا صار ظل کل شئ مثلہ سوی فیئ الزوال

''مثلاً جب سایہ اصلی مقیاس کا چوتھا حصہ ہو تو آخر وقت ظہر کا یہ ہے کہ سایہ اس مقیاس کے دو مثل سوا اس سایہ اصلی کے وہ جاوے یہ امام صاحب کی ایک روایت میں ہے اور امام صاحب کی دوسری روایت میں جو کہ صاحبین اور امام شافعی کا بھی وہی قول ہے یہ ہے کہ سایہ ہر چیز کا اصلی سایہ کے سوا اس کے برابر ہو جاوے۔ ۱۲''

(حررہ عبدالجبار بن الشیخ العارف باللہ الغزنوی وعفی اللہ عنہا، فتاویٰ غزنویہ ص ۴)

قرآن وحدیث کی روشنی میں احکام ومسائل

جلد02

محدث فتویٰ